DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl No. 0168,3NCA15N35 — EPU

Ac. No E1863

Date of release for loan 22-2-65

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 0.6 nP will be charged for each day the book is kept overtime

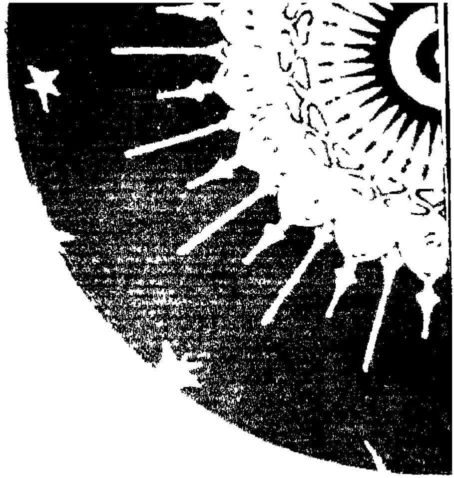

قرض محبت

مرزا عظیم بیگ چغتائی

(جملہ حقوق تصنیف بحق مالکین نظامی پریس بدایوں محفوظ ہیں)

قرض مقراض محبت است

ایک دلچسپ مزاحیہ افسانہ

جس میں اس مشہور مقولہ پر مصنف نے ایک نئے انداز سے تبصرہ کیا ہے

از

مصور ظرافت مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

(علیگ) وکیل چیف کورٹ مارواڑ

باہتمام احمد الدین نظامی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

قیمت مجلد ۱۰

ڈیڈی کیشن

میں اس تصنیف کو اپنی عزیز اور اپنے چچا
کو چاہنے والی بھتیجی مس ثریا سراج الدین
کے نام سے معنون کرتا ہوں،

چغتائی منزل
جودھپور
۹ر اپریل ۳۵ء

عظیم بیگ چغتائی

میرے ڈرائنگ روم میں ایک بہت سے زیادہ خوبصورت
آئینہ کا فریم لگا ہوا ہے جس پر سنہرے حروف سے لکھا ہے،

"قرض مقراض محبت است"

نیچے انگریزی ترجمہ لکھا ہے، ہر کس و ناکس نہیں سمجھتا کہ اس سے
کیا مطلب، لہٰذا میں آج بتائے دیتی ہوں،

یہ جب کا ذکر ہے کہ میری شادی نہیں ہوئی تھی، شام کا وقت تھا اور میں چھاؤنی سے اپنے گھر کی طرف چلی آ رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ ایک بڑے میاں کرسی پر ایک بڑی بھاری یعنی کوئی ڈیڑھ گز کی مضبوط قینچی لئے دونوں ہاتھوں سے ہنس ہنس کر اور اچھل اچھل کر قینچی کے دونوں پھل چلا کر چلا رہے ہیں۔

قرض مقراض محبت است

ان کے ارد گرد مجمع والے ہنس رہے ہیں مجھے دیکھتے ہی وہ چلائے

مس صاحبہ ذرا ادھر تشریف لائیے گا۔"

میں نے ان کے دلچسپ اور تمسخر آمیز چہرے کو دیکھا۔ اسی طرح بڑے میاں شگفتہ ہو رہے تھے، مجھے ان کی صورت دیکھ کر بڑی ہنسی آئی کیونکہ وہ باتیں کرنے میں بھی قینچی کے بڑے بڑے مصنوعی پھلوں کو حرکت دے رہے تھے، میں ان کے پاس مسکراتی ہوئی پہونچی اور میں نے کہا "فرمائیے، ارشاد"

"کیا میں آپ کا نام معلوم کر سکتا ہوں؟" بڑے میاں نے بیحد شگفتہ اور مجسم لطیفہ بن کر پوچھا۔

میں نے نام بتایا اور کہا "میرا نام مس ای جانسن ہے۔"

"شکریہ شکریہ" بڑے میاں نے قینچی کے پھلوں کو ہلاتے ہوئے کہا غالباً....... غالباً مس صاحبہ آپ کسی اسکول میں......"

"جی نہیں" میں نے کہا۔ میں لیڈی ڈاکٹر ہوں، فرمائیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"آہو ہو" بڑے میاں اپنے چہرہ پر زلزلہ پیدا کر کے بولے اوہو

بس کچھ نہ پوچھئے، بیماروں کا حال ایک سے ایک زیادہ بے ایمان بھرا ہوا ہے، نسخ کو کہتے ہیں کہ کل دے جائیں گے، دوا کے دام کہتے کہ مہینہ پر دیں گے، یہ نہیں دیکھتے کہ ہماری بڈھی ڈاکٹر صاحب کے پاس کوئی خزانہ تو ہے نہیں، کوئی لاٹری تو نکل نہیں آئی ہے، آخر دنیا کے کام چلانا ہیں مگر لوگ ہیں کہ نہیں مانتے۔ مروت اور کام بگاڑ دیتی ہے اپنی عزت کا بہانہ کرتے ہیں اور میرا اپنی فرصت کا نتیجہ یہ کہ دواؤں کے دام آج آتے ہیں نہ کل۔"

اتنا کہہ کر بڑے میاں میری طرف مخاطب ہو کر بولے کیوں مس صاحبہ میں غلط تو نہیں کہتا۔"

مجھے ہنسی آئی کیونکہ اس سے زیادہ وضاحت اور صفائی کے ساتھ شاید میرے حالات کوئی آئینہ نہ کر سکتا ہوگا۔ چنانچہ میں نے کہا بڑے میاں آپ کا فرمانا بالکل درست ہے۔ مگر آخر اس کا علاج؟"

"اوہو" بڑے میاں نے کہا۔ بس علاج ہی کے تو دام مانگتا ہوں اس کا میرے پاس شرطیہ علاج ہے، مگر ساڑھے سات روپے خرچ کرنا

پڑیں گے، اور وہ بھی بھی، اور علاج مجھ سے لیجئے۔"

یہ کہکر ایک خوبصورت بکس کی طرف انھوں نے ہاتھ بڑھایا جو برابر ایک اونچی سی میز پر رکھا تھا اور بولے، "پھر لطف یہ کہ اگر پسند آئے تو لیجئے، ورنہ کوئی زبردستی نہیں۔"

یہ کہکر بڑے میاں نے صندوق کھولا اور اس میں سے ایک پٹھا نکالا جس میں منہ دیکھنے کے آئینے میں بڑی صفائی سے یہ عبارت تحریر تھی "قرض مقراض محبت است" میں جو کھٹے کو غور سے دیکھ رہی تھی بڑے میاں بولے کہ بس اس کو لیجائیے اور کمرے میں لگا دیجئے کم از کم تھوڑی بہت تو ضرور اس سے بچت ہوگی۔"

میں نے اس تجویز کو پسند کیا اور جیب سے دس کا نوٹ نکالکر دیا وہ بولے کہ میرے پاس بقیہ دام نہیں برابر ایک ہندوستانی جنٹلمین کھڑے تھے ان سے دام پوچھے تو انھوں نے اپنا بٹوا دیکھا اور کہا "میرے پاس بھی نوٹ ہے پانچ روپیہ کا۔"

بڑے میاں تو مستفسر دبن کر ہی رہے تھے، انھوں نے کہا نوٹ

مجھے دیکھئے انھوں نے نوٹ بڑے میاں کو دیدیا اور بڑے میاں نے اس کے بدلے میں ایک اور روپیا بھی چوکھٹا نکال کر ان کو دیدیا اور پانچ کا نوٹ مجھے دے کر بولے" آپ کو بجائے ساڑھے سات روپے کے پانچ روپے میں ملے گا" پھر جنٹلمین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ آپ کو بھی ڈھائی روپے کا فائدہ رہا۔ میرے پاس صرف دس پہونچے، اور مفت میں پانچ روپے کا نقصان مجھے رہا"

لوگ یہ لطیفہ سنکر ہنس پڑے، تو بڑے میاں بولے، اجی حضرت آپ ہنستے کیا ہیں، یہ دونوں ایسے تو ہیں نہیں جو میرے ڈھائی روپے مارلیں"

مگر مجھے تو اس کی ضرورت نہیں" ہندوستانی جنٹلمین نے کہا۔

ارے بڑے میاں نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ مسٹر آپ بھی عجیب آدمی ہیں! اجی حضرت آپ ضرورت کو دیکھتے ہیں کہ نفع کو؟ اور پھر آپ نہ لیں گے تو ادھر آپ کا ڈھائی روپے کا نقصان ہوگا اور ادھر مس صاحبہ کو الگ ڈھائی روپے دینا پڑیں گے، کیونکہ ایک کے

دام ساڑھے سات روپے ہیں اور دوسرے کی قیمت صرف دس۔"

لوگ بڑے میاں کے اس لطیفے پر ہنسنے لگے، دو چار آدمیوں نے اور خریداری کی، اور میں وہاں سے چلتی بنی، اس فریم کو میں نے اپنے کمرہ میں لگا دیا جہاں مریض بیٹھتے تھے تاکہ ہر کس و ناکس کی اس پر نظر پڑتی رہے، بات یہ ہے کہ میرے بڑے اخراجات تھے، نیا نیا کام تھا اور آمدنی اور خرچ کا یہ حال تھا کہ مشکل سے کھینچ تان کر گزر کرتی تھی بلکہ بسا اوقات نادہند مریضوں کی وجہ سے خود قرضدار رہ جانا پڑتا تھا۔

(۲)

ڈاکٹر بباس شہر کے مشہور سرجن تھے اور پھر میری تو سب ہی ڈاکٹروں سے ملاقات تھی، ان کے یہاں کوئی خاص تقریب تھی جس کے سلسلہ میں انھوں نے دوست احباب کے علاوہ ہم پیشہ جماعت کو بھی خاص طور پر مدعو کیا تھا اور مجھ سے خاص طور پر تاکید کردی تھی،

ہیں جو پہنچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ سب ہی ڈاکٹر تو موجود ہیں۔
اس وقت ایک عجیب درد سرکے مریض کا تذکرہ ہو رہا تھا شہر کے ایک بڑا ہی متمول نوجوان کا تذکرہ ہورہا تھا جنکو یہ درد سر کی عجیب و غریب بیماری تھی، ان کے سر میں کام میں درد ہوا زیادہ کام کرنے سے درد سرا ور کام چھوڑ کر بیٹھ رہنے سے بھی درد سر ہوتا تھا، گرکلاس میں جائیں تو درد سر بڑھ جائے، اور کھیلنے جائیں تو بڑھ جائے، اس وجہ سے امتحان نہ دے سکے کہ درد سر ہے اور پھر اس امتحان نہ دینے کی وجہ سے اور درد سر ہوا، مطلب یہ کہ یہ درد سر بھی نرالا تھا، کام کرو تو بڑھ جائے، آرام کرو تو بڑھ جائے، یہاں ان مریض کی دراصل بڑی تعریف ہو رہی تھی کیونکہ وہ قریب قریب سب کا علاج کر چکے تھے اور ہر ایک کو بھرپور روپیہ کھلا چکے تھے۔ سب کا خیال تھا کہ نہایت ہی خلیق اور نہایت ہی تہذیب یافتہ یعنی نہایت ہی فراخدلی سے ڈاکٹروں کو اندھا دھند فیس دینے والا مریض ہے، جو مانگو وہ دیتا ہے، بلکہ زائد دیتا ہے،

دراصل بات یہ ہے کہ ایسے مریض مشکل ہی سے صحتیاب ہوتے ہیں۔ سب کی متفقہ رائے تھی کہ درد سر کی اصلی وجہ وہم اور بیکاری اور ورزش نہ کرنا دن بھر پڑا رہنا تھا، کوئی ان کا دوست نہ تھا کیوں؟ محض درد سر کی وجہ سے کوئی قریبی عزیز یا رشتہ دار مرد عورت کوئی نہ تھا۔ غرض ان عجیب وغریب مریض کا ذکر سب ہی نے اپنے اپنے تجربہ کے موافق کیا اور سب نے تسلیم کیا ان کا درد سر لاعلاج ہے۔

(۳)

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں ڈریسنگ روم میں تھی کہ کمرہ کی باہر سے گھنٹی بجائی یعنی اطلاع کی کہ کوئی مریض آیا ہے میں نے گھنٹی کی رسید دی یعنی یہ کہ ڈرائنگ روم میں اترواؤ ڈرائنگ روم میں پردہ کا پورا انتظام تھا اور ڈولی یا گاڑی پر جو مریضہ آتی اس کو اس میں اتروائی تھی، دواخانہ باہر تھا برآمدہ میں، میں کپڑے وغیرہ پہن کر ڈرائنگ روم میں آئی تو دیکھا کہ

ایک شخص اوورکوٹ پہنے گلوبند میں سر اور منہ لپیٹے اس طرف منہ کئے میری بڑی رنگین تصویر کو دیکھ رہا ہے میں سمجھی کہ مریضہ کا کوئی رشتہ دار ہے فرش کمرہ کا چونکہ ملائم تھا اس وجہ سے میرے آنے کی آہٹ تک ان کو معلوم نہ ہوئی، جب میں نے دانستہ طور پر کرسی کھینچی تو ۔۔ میری طرف مڑے، انگریزی میں نیاز مندانہ سلام کے بعد میں نے ان سے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی بیٹھ گئی۔ اس وقت ان کا منہ اوورکوٹ کے کالر اور گلوبند میں اس طرح چھپا ہوا تھا کہ سوائے ناک کے کوئی خاص حصہ چہرہ کا نمایاں نہ تھا، یہ بیٹھ گئے میں منتظر تھی کہ یہ کچھ کہیں لیکن وہ چپ چاپ میز کر بیٹھ رہے تھے، مجھے سخت غصہ آیا اور میں نے کہا " فرمایئے کیا کام ہے"

وہ۔ " آپ ڈاکٹر جانسن صاحب کی صاحبزادی ہیں؟"

میں۔ " جی ہاں۔ فرمایئے"

وہ۔ میں اُن سے ملنا چاہتا تھا"

اب میں سمجھی کہ یہ دیوانہ ہے۔ میں نے غور سے آنکھوں کو دیکھا

مجھے کچھ ہنسی سی آئی شرارت سوجھی، میں نے کبھی نہایت سنجیدگی سے کونے والی میز پر چھوٹی سی الماری رکھی تھی اور اس پر بڑے بڑے حروف میں لکھا تھا "زہر" اس الماری کی طرف اشارہ کرکے میں نے کہا۔ "میرے والد صاحب سے اگر ملاقات کرنا بیحد ضروری ہو تو اس میں سے آپ کو ایک خوراک لینا پڑے گی۔"

"معاف کیجئے گا" انھوں نے کہا میں ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہتا تھا۔"

کون ڈاکٹر صاحب" میں نے پوچھا۔

انگلی سے انھوں نے باہر کی طرف اشارہ کیا اور بولے جلدی میں میں نے سائن بورڈ نہیں پڑھا جن کا یہ مطلب ہے انہی سے ملنا چاہتا ہوں۔

مگر یہ مطلب تو میرا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر مس جانسن ہوں آپ کسے دکھانا چاہتے ہیں، اگر کوئی مریض ہے تو میں خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

"میں خود مریض ہوں۔"

"معاف کیجیے گا،" میں نے کہا " میں سمجھی کہ کوئی عورت ہے۔ میں تو صرف عورتوں کا علاج کرتی ہوں۔"

وہ بولے۔ "او ہو معاف کیجیے گا، مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔"

چہرے پر سے اب انھوں نے گلوبند ہٹا دیا تھا اچھی خاصی داڑھی تھی ویسے نوعمر معلوم ہوتے تھے۔ چہرے کا رنگ صاف مگر زردی مائل سا تھا۔

میں نے کہا۔ "کوئی حرج نہیں ہے جلدی میں شاید آپ نے سائن بورڈ نہیں پڑھا۔"

"جی ہاں انھوں نے کہا۔" یہی غلطی ہوئی۔ جلدی میں دیکھا نہیں میں نے .... آپ عورتوں کا علاج کرتی ہیں .....

..... لیکن کیا آپ اپنی کمپونڈر سے نہ کہہ دینگی کہ مجھے وہ اس وقت دوا کی ایک خوراک بنا دے۔"

میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا "معاف کیجیے میں صرف عورتوں کا علاج کرتی ہوں۔"

وہ بولے ۔ مگراس میں شاید کچھ نقصان نہ ہوگا کہ ایک خواہ اک
آپ دوا کی دلوا دیں مجھے بیحد اور سخت ضرورت ہے میری بڑی
بُری حالت ہے۔“

میں نے کہا ”آپ کو کیا دوا چاہیئے جو لینا ہو باہر دواخانہ
سے لے لیجیئے اس میں دریافت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟“

وہ بولے ”میں دوا کا نام کیا جانوں ۔ آپ کہہ دیجئے کہ کوئی
ایسی دوا دیدے جس سے درد سر میں خاص فائدہ ہو ، میں دردِ سر
کا پرانا مریض ہوں اور آج غیر معمولی طور پر صبح تڑکے مجھے اپنے ایک
دوست کو اسٹیشن پہونچانے جانا پڑا، تانگہ میں درد سر بڑھ جانے کا
اندیشہ تھا لہذا پیدل چلا آرہا ہوں اور دیکھتا آرہا تھا کہ کسی ڈاکٹر کا
سائن بورڈ نظر پڑ جائے تو دوا لوں“

میں نے اشارہ سے کہا بیٹھئے کیونکہ میں جان گئی کہ یہ کون حضرت
ہیں وہ بیٹھ گئے تو میں نے کہا کہ جناب کا نام مسٹر محسن تو نہیں ہے؟“

”جی ہاں“ انھوں نے تڑپ کر کہا ”آپ کو کیسے معلوم ہوا؟“

میں نے اختصار کے ساتھ ان کو بتایا کہ کس طرح ڈاکٹر بیاس اور دوسرے ڈاکٹر آپ کے دردسر کا ذکر کر رہے تھے، آپ کا مرض پرانا ہے اور بغیر آپ کا معائنہ کئے ہوئے کوئی دوا دینا اصول کے خلاف ہے۔"

وہ بھولے پن سے بولے "تو آپ میرا معائنہ کر لیں۔"

میں نے کہا۔ "عرض کیا نا کہ میں صرف عورتوں کا علاج کرتی ہوں"

"تو پھر مجھے دوا تو آپ کو دینا ہوگی۔"

"میں بغیر دیکھے بھالے دوا نہیں دے سکتی۔"

وہ بولے۔ "تو آپ میرا معائنہ کر سکتی ہیں۔ میں آپ کو ڈبل فیس دوں گا۔"

"ڈبل فیس" میں نے اپنے دل میں کہا تیس روپے، پھر میں نے کہا کہ اگر یہ شخص مجھے ۳۰ روپے دے تو کیا حرج ہے، مجھے معلوم ہی ہے کہ بڑا مفلس اور ملنسار آدمی ہے، چنانچہ میں نے کہا "تیس روپے ہوں گے۔"

"بہت بہتر"، انھوں نے کہا آپ معائنہ کیجئے۔

میں نے مردوں کا کبھی معائنہ نہیں کیا تھا۔ مگر بیرٹ بری بلا ہے میں نے آلہ نکالکر سینہ دیکھا پھر پشت پر سے بجا کر دیکھا، جگر دیکھا، دل دیکھا غرض اچھی طرح معائنہ کرکے میں نے رائے قائم کی، نسخہ تجویز کیا دوا کھانیکی دن میں تین مرتبہ علی الصباح، بعد ناشتہ دوپہر کو اور شام کو کھانے کے بعد، اور تیل گردن اور سر کی مالش کے لئے تجویز کیا، اس کے بعد انکو مالش کا قاعدہ سمجھایا، اس پر وہ گھبرا کر بولے کہ مالش کا طریقہ میری سمجھ میں بالکل نہ آیا، میں نے پھر واضح کیا تو پھر ان کی سمجھ میں نہ آیا تو میں نے کہا کہ آج میں کئے دیتی ہوں مالش کرکے بتا دوں تو عملی طور پر طریقہ آپ کی سمجھ میں خود آجائے گا۔ مگر اس کی آپ کو علیحدہ فیس دینا پڑے گی، وہ راضی ہوگئے تو میں نے کرسی پر ان کو قاعدہ سے بٹھایا اور گرم اسپنج لے کر سینکا اور مالش اچھی طرح سے کی، مگر کرسی پر ان کو تکلیف ہو رہی تھی اور میں نے یونہی کہا کہ یہ کرسی اس کام کی نہیں ہے۔ میں نے ڈھائی سو روپے کی کرسی خاص اسی مالش اور سر اور منہ کے معالجہ کے لئے منگائی ہے، میں مالش

کرنی جاتی تھی اور اس میں مریض کو کرسی کی بناوٹ بتائی جاتی تھی۔ میں نے کہا کہ کرسی آئی ہوئی اسٹیشن پر پڑی ہے اور آج ہی ڈی پی اس کا میں چھڑا لوں گی۔ یہ میں نے اس خیال سے اور بھی کہا کہ کہیں نقد ادائی میں فیس وغیرہ کی دیر نہ ہو۔

مالش کے بعد میں نے گرم چائے کا ایک پیالہ اور دو انڈے تجویز کئے تھے، چنانچہ اس کا بھی مجھے ہی مریض کے لئے انتظام کرنا پڑا۔ میں نے مالش کے بعد انھیں گرم پانی سے دھو کر گلوبند لپیٹ دیا اور گرم چائے اور انڈے کھانے کو پیش کر دیا، تیس روپے فیس معائنہ، دس روپے فیس مالش اور سات روپے کی دوائیں، بل بنا کر ان کو دے دیا۔ جب حساب ان کی کل ۴۷ روپے نکلے، باقی کے روپے انھوں نے کہا کہ میں گھر جا کر بھجوا دوں گا، میں نے کچھ خاموش ہو کر اس خوبصورت چوکھٹ کی طرف دیکھا جس پر یہ لکھا تھا "قرض مقراض محبت است" انھوں نے بھی دیکھا اس طرف اور مطلب سمجھ گئے، بولے ایک میرے پاس بھی ہے بالکل ایسا . . مگر آپ کو میں نے دیکھا ہے شاید......"

ایکدم میں نے بھی پہچان لیا اُنکو۔ "اوہو" میں نے کہا، "میں
اور آپ نے سائن بورڈ ساتھ ہی لئے تھے۔ آپ نے صورت بدل رکھی
ہے، بالکل آپ کے اُسوقت داڑھی نہ تھی" اس کے بعد پھر جوتے
کے خریدنے کا واقعہ بیان کرکے ہم دونوں نے تصدیق کی تلخ وقت
بڑے اخلاق سے رخصت ہوئے اور گئے ہوئے گھنٹہ بھر بھی نہ گذرا
کہ آدمی بل کے بقیہ روپے لے کر آگیا۔

دوسرے روز ان کا ایک خط آیا اور اس میں لکھا تھا کہ آپ نے
لے جو مالش کی تھی اس سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں اور یہاں کوئی
اس طرح مالش نہیں کر سکتا لہذا اگر آپ روزانہ مالش کر دیا کریں تو بہتر
آیا کروں میں آپ کی فیس دونگا، میں نے جواب میں لکھا کہ میں [illegible]
سے بجائے دس کے سات روپے روزانہ فیس لے لونگی اور مجھے [illegible]
کرنا منظور ہے، فیس میں نے اس وجہ سے کم کر دی [illegible]
ادھورے بچاسے مریض کو زیادہ لوٹنا ٹھیک نہیں سمجھا [illegible]
سے انھوں نے آنا شروع کر دیا، بجائے روپے [illegible] کی بابت فیس کے دیدے

چونکہ زور دے رہا ہے، وہ کرسی جو منگوائی تھی وہ نہیں آئی۔ بات دراصل یہ تھی کہ میں نے دونوں کا ایک منگوا لیا تھا جو آج تک وہیں پڑی رہ گئی، میں نے کہا، صاف صاف کہو کہ روپے کی وجہ سے اصل نہیں آئی [illegible] وہ کہنے لگے کہ آپ روپے بھجوا دیجئے لیکن اب آپ دیکھئے [illegible] [illegible] وہ نہیں بھجوا سکا۔ وہ نہیں میں مجبور ہو گیا ہے کہ مجھے اس پر الزام لگے گا''

بات چونکہ ٹھیک تھی لہذا میں نے منظور کر لیا اور تاریخ دیدی اور تیسرے روز کرسی آ گئی اور دام مسٹر محسن نے دیدیئے، اب وہ اس کرسی سے بہت خوش تھے، بات تھی دراصل ایسی ہی آرام دہ، کرسی میں گویا وہ لیٹ جاتے اور میں نے بڑی بیچ کی مالش کر لی''

ایک روز جو وقت پڑا تو میں نے کہا، دواؤں کا بھی کچھ لیجئے منشی جی آپ سے کچھ کر دیتے'' اور کہا یہ تم قرض منگا لی ہوا [illegible] پرانا سو کا رخانہ والا چارج کرتا ہے قریب دو سو کے''

میں نے کہا مجبوری ہے کیونکہ دواخانہ دراصل چل ہی اسی طرح

رہا ہے پھر مریض لوگ دواؤں کی قیمت مہینوں ادا نہیں کرتے۔"

وہ بولے "۔ تم ہم سے نہ لے تو دام پھر فیس میں اپنی کاٹتی رہنا۔"

بائیس سو روپے فیس کے" ! میں نے ہنس کر کہا۔ مسٹر محسن آپ کا شکریہ میں قرض کسی کا بھی نہیں کرنا چاہتی، آپ جانتے ہیں

"قرض مقراض محبت است"

وہ ہنس کر بولے۔ میرے پاس بھی تو یہی سائن بورڈ ہی، میں جانتا ہوں جب ہی تو ڈاکٹری دوائیں اتنی مہنگی ہوتی ہیں کہ سینکڑوں روپیہ آپ سود میں دیدیتی ہیں، اگر سود نہ دینا پڑے تو لازمی دواؤں کی قیمت بھی گھٹے اور ہمیں یعنی مریض لوگوں کو فائدہ پہونچے، دوائیں سستی ملیں"

"بات تو ٹھیک ہے" میں نے کہا مگر مجبوری ہے، کام ایسے ہی چلتا ہے۔"

وہ بولے۔ آپ بے تکلف مجھ سے لے لیں میں تو عرصہ تک علاج کراؤنگا۔

میں نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ بات آئی گئی ہو گئی،

اسی ہفتہ میں نے ایک روز ڈاک جو کھولی تو دوا فروشوں کی بائیس سو روپے کی میرے نام رسید موجود، خط شکریہ کا علاوہ، کہ ہم نے دام بھر پائے میں سخت تعجب میں کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے، مگر جان گئی کہ ہو نہ ہو مسٹر محسن نے روپیہ بھیجا ہے، پتہ یاد کر کے لے گئے اور روپے بھیج دئے، دوسرے روز مسٹر محسن جو آئے تو میں نے اُن سے شکایت کی کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ کرنے کو وہ کر ہی چکے تھے سوائے اس کے کہ میں شکریہ ادا کر لیتی اور کیا کر سکتی تھی جب وہ مالش کرا کے چلے گئے تو میں نے ایک رسید بائیس سو روپے کی ٹکٹ لگا کر مسٹر محسن کے پاس بھیج دی، نوکر جواب میں خط لایا کھول کر جو دیکھا تو اسی رسید کے پرزے پرزے ملے اور کچھ نہیں، دوسرے روز جو مسٹر محسن سے کہا کہ یہ کیا معاملہ تو کچھ بگڑ کر بولے کہ نہ آپ مہاجن ہیں نہ ہم مارواڑی ورنہ میرے باپ مہاجن تھے جو میں رسید لکھوا تا پھروں، فیس میں کاٹتی جاؤ، باقی بچیں وہ ادا کر دینا"

مجبوراً مجھے یہ بھی منظور کرنا پڑا۔

(۴)

میرے علاج سے مسٹر محسن کو بڑا فائدہ تھا، کیونکہ میں نے تاکید کر دی تھی کہ روزانہ میرے یہاں پیدل آئیں، روزانہ کی مقررہ چہل قدمی نے ان کی صحت پر خاص اثر کیا، مسٹر محسن نہایت خلیق اور دلچسپ آدمی تھے، صبح تو کم دیر بیٹھتے مگر شام کو اکثر ٹہلنے جاتے تو کبھی کبھی میرے یہاں بھی ہو جاتے،

ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ بے تکلف ڈرائنگ روم میں چلے آئے میں نقشہ پھیلائے بیٹھی تھی، جیسے ہی میں نے انہیں دیکھا تو نقشہ کو چھپانے کی کوشش کی مگر انہوں نے اصرار کیا تو میں نے دکھایا، یہ نقشہ جانسن ہسپتال کا تھا، میری بیوقوفی تو دیکھئے کہ کلکتہ کی ایک مشہور انجینیروں کی فرم سے ساٹھ روپے دے کر یہ نقشہ تیار کر لیا تھا، تجویز یہ تھی کہ ایک ہسپتال بنے گا، بڑا سا اس کا احاطہ ہوگا۔ اندر دو بنگلے ہوں گے ٹینس کورٹ ہوگا۔ یہ میرا ہوگا۔ اس کا نام جانسن زنانہ ہسپتال ہوگا مریضوں کے رہنے کے لئے کوارٹر ہوں گے۔ غرض فرسٹ کلاس ہسپتال

ہو گا۔ اس کا تخمینہ میں نے لگایا تو معلوم ہوا کہ ۴۰ ہزار میں تیار ہو گا
زمین میں نے "چکر والی سڑک" پر عرصہ سے منتخب کر رکھی تھی کہ یہ حصہ خریدوں گی
محسن صاحب نے جب یہ سب سنا تو بہت ہنسے اور کہنے لگے کہ روپیہ
ندارد اور یہ سب کچھ سامان پیشتر سے کر رہی ہیں میں نے بتا دیا کہ اسی وجہ
سے تو آپ کو دکھانا نہیں چاہتی تھی،

میرے ہسپتال میں جو بنگلے تھے ان کا ڈیزائن بہت پسند کیا اور مجھ
سے کہا کہ دو روز کے لئے نقشہ مجھے دیدو اور دو روز بعد مجھے وہ واپس دے گئے
علاج کو کئی مہینے ہو گئے تھے اور اب درد سر کا تذکرہ تک نہ ہوتا
تھا۔ مگر مالش روز ہوتی تھی نہ وہ اس میں کچھ حیل وحجت کرتے اور نہ میں،

مجھے اس دوران میں خاص آلات اور اوزار ڈاکٹری خریدنا تھے
اور میں فہرست لئے دیکھ رہی تھی، میں نے جگہ جگہ نشانات لگا رکھے تھے
مگر روپیہ پیسہ کی وجہ سے نہ منگا سکتی تھی۔ ایک روز میں پھر اس فہرست
کو دیکھ رہی تھی کہ مسٹر محسن آگئے، وہ بھی فہرست دیکھنے لگے میں انکو مختلف
اوزاروں کا اصول استعمال بتا رہی تھی تذکرہ جو آیا تو مجھے بتانا پڑا کہ روپیہ

نہ ہونے کی وجہ سے منگا نہیں سکتی،

کہنے لگے "ہم سے قرض نہ لو، فیس میں کاٹتی رہنا"

میں نے غور سے دیکھا مجھے ایک دم سے ہنسی آئی، اور میں نے کہا مسٹر محسن آپ کی فیس نہ ہوئی ایک مصیبت ہوگئی۔ آپ کی ویسے ہی کیا کم عنایات ہیں شکریہ صد شکریہ، مجھے قرضہ کی ضرورت نہیں ہی نہ معلوم کیسے کیسے تو میں آپ کا قرضہ ادا کر رہی ہوں"

پھر اِدھر اُدھر کی باتیں کرکے چلے گئے،

مگر جناب کوئی پندرہ روز بعد محسن صاحب کا آدمی میری غیر موجودگی میں ایک پارسل میرے یہاں لایا اور بڑھئی سے کھلوا کر تمام اوزاروں کے بکس نکلوا کر سجانا شروع کر دئے۔ میں جو آئی تو دنگ رہ گئی، واقعہ جو معلوم ہوا تو میں سناٹے میں آگئی۔ ایک خط لکھا جس کا لہجہ شاید سخت تھا، میں نے اس میں لکھا کہ یہ میں ہرگز گوارا نہیں کر سکتی، اور واپس ہیں۔ چنانچہ میں نے سب واپس کروا دئے۔ دوسرے روز وہ آئے تو ایک ڈبہ بغل میں دابے لائے، انھوں نے اپنی غلطی تسلیم کی اور کہا کہ اچھا یہ ڈبہ قرض

لیلو۔ میں راضی ہوگئی، اسی طرح آہستہ آہستہ پورے ساڑھے تین ہزار کے اوزار ایک ایک ڈبہ کر کے مہینہ بھر میں ہی ان حضرت نے مجھے قرض دیدیئے،

اس واقعہ کے کوئی پانچ مہینے کے بعد کا ذکر ہے کہ مسٹر محسن برابر زیر علاج تھے، بات دراصل یہ ہے کہ بیماری کا نہ وہ ذکر کرتے اور نہ میں، نہ وہ کہتے کہ میں اب اچھا ہوگیا اور نہ میں کہتی کہ تم اچھے ہوگئے اب علاج مت کرو، کھانے کی دوائیں البتہ وہ چھوڑ چکے تھے بس ان کا تو علاج یہ تھا کہ وہ آئے اور اپنی پسند یدہ کرسی پر بیٹھ گئے اور میں آئی اور میں نے ان کی سر کی مالش کردی، پھر بجائے صبح کے میں نے وقت بھی بدل دیا تھا یعنی شام کا وقت رکھا تھا۔ اس کے بعد پھر اکثر ٹہلنے جاتے تھے، میں کہتی تھی کہ یہ کس قدر ملنسار اور سیدھا سادا شخص ہے کوئی عیب نہیں اس میں سوائے اس کے کہ بس داڑھی بڑھائے چلا جارہا ہے، مالش میں مجھکو یہ داڑھی سخت تکلیف دیتی تھی اور ایک آدھ دفعہ

ہم نے ایک آدھ بیمار کے متعلق ہمارے بیرایہ میں کہا بھی تھا مگر انہیں سنا بد داڑھی ضرورت سے زیادہ پسند تھی، اور یہ ان کا مشغلہ تھا کہ بیٹھے اس کو کریدتے رہیں،

جیسا کہ میں نے عرض کیا کوئی پانچ چھ مہینے کے بعد کا ذکر ہے کہ میں عجیب مخمصہ میں پھنس گئی جس مکان میں کرایہ پر میں رہتی تھی وہ فروخت ہو رہا تھا، ساڑھے سات ہزار روپے میں کوڑیوں کے مول جا رہا تھا۔ مجھے امید تھی کہ سات ہزار میں قطعی اور فوراً مل جائیگا میں دیر تک سوچتی رہی۔ نہ معلوم کدھر خیال گیا۔ اٹھی اور محسن صاحب کے حساب کا رجسٹر اٹھا لائی، میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، یا اللہ میں اس سیدھے سادے شخص کا قرضہ کیسے ادا کروں گی، میں یہ سوچ رہی تھی قریب دو سو روپے ماہوار سے زائد کے میں بہ سلسلہ علاش اس شخص سے ٹھگ رہی تھی۔ مگر وہاں نو ہزار روں کی رقم تھی۔ وجہ یہ کہ میرے اخراجات بڑھ گئے تھے میں اسی فکر میں تھی کہ اسکیم تیار کروں کہ دواخانہ کی کل آمدنی قرضہ کی ادائی میں چلی جائے، چنانچہ میں نے

اطمینان سے بیٹھکر اسکیم تیار کرلی ، مجھے اسکیم بنانے سے خوشی حاصل ہوئی اطمینان سا ہو گیا۔

اس کے بعد پھر میں مکان کے مسئلہ پر غور کرنے لگی ، مجھے خیال آیا کہ ایسا اچھا سودا ہو رہا ہے ، مسٹر محسن سے کہوں کہ وہ لے لیں، اُن کا ہی فائدہ ہو جائے گا ، چنانچہ شام کو محسن صاحب آئے تو میں نے تذکرہ کیا۔ انھوں نے میری طرف دیکھا کہنے لگے ، تم کیوں نہ خرید و"
میں کہہ چکی تھی اور پھر میں نے کہا۔ میرے پاس روپیہ ہوتا تو تم سے کیوں کہتی"

وہ بولے روپیہ ہم سے لے لو قرض"
میں نے ہنسکر کہا۔ شکریہ، شکریہ، آپ کے مذاق سلیم کا شکریہ"
"مذاق نہیں" وہ سنجیدگی سے داڑھی کریدتے ہوئے بولے فیس میں کٹتا رہے گا۔

مجھے ہنسی آگئی ، وہ پھر میں نے کہا۔ "نہیں نہ ہوئی ایک مصیبت ہو گئی دنیا کے قرضے ہیں کہ اس میں وضع ہو رہے ہیں"

وہ بولے برسات آرہی ہے مجھے بخار و خار بھی تو آخر آئے گا ہی اس کی بھی تو فیس ہوگی"

مجھے اور ہنسی آئی اور میں نے کہا "مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آپ کے درد سر کی اصلی وجہ شاید کچھ اور ہی ہے اور اس کا علاج بھی شاید دوسرا ہے"

داڑھی کریدتے ہوئے بولے تو وہ علاج کب کروگی"

میں نے کہا۔ آپ فضول باتیں کرتے ہیں موقع ہاتھ سے نکل جائے گا اور ایسا مکان نہیں ملیگا"

وہ بولے تمہاری صلاح ہے تو لیلونگا۔ تم بات پختہ کر لو بلکہ پھر خرید ہی لو صبح میں بیعنامہ کی رجسٹری کرالوں۔ اپنے مختار عام سے کہہ دونگا"

(۵)

مکان کا سودا سات ہزار پر میں نے بڑی دقت سے کرادیا روپیہ بھی ادا ہوگیا مگر پانچویں روز رجسٹری شدہ دستاویز اور اس کا انگریزی ترجمہ جو میرے پاس پہونچا تو میری اوپر کی سانس اوپر اور

نیچے کی نیچے، کیونکہ آپ یقین کریں کہ یہ تو سب میرے نام تھا، گویا میں نے خرید کیا ہے، اب میں کچھ سوچ میں پڑگئی، کہیں یہ حضرت میرے اوپر عاشق تو نہیں ہو گئے، کہیں مجھ سے یہ شادی وغیرہ کے متمنی تو نہیں، معاً مجھے خیال گذرا کہ ہو نہ ہو ایسا ہی ہے، اور اگر ایسا ہی ہے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا، محسن ایک بہترین دوست ہیں لیکن اس سے زائد کے نہ مستحق اور نہ موزوں کم از کم میرے لئے اس معاملہ پر سوچتی رہی، مگر تھوڑے ہی دیر میں یہ خیالات دور ہو گئے کیونکہ اگر ایسا خیال ہوتا تو ناممکن تھا کہ ان کے حرکات وسکنات وعادات سے معلوم نہ ہوجاتا، کب کا علم ہوجاتا، کتنی بے تکلفی ہے، اگر یہ خیالات ہوتے تو ان کا چھپانا امر محال تھا، وجہ یہ کہ نہ تو ان کا کوئی دوست ہے اور نہ ساتھی، لہذا جو دم بھی میری معیت میں گذرتا ہے وہ انکو غنیمت معلوم ہوتا ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں، جب اپنا اطمینان کر چکی تو میں نے کس کر ایک خط مسٹر محسن کو لکھا اور صاف صاف لکھا کہ اس دستاویز کی تنسیخ کرواؤ، انھوں نے زبانی جواب بھجوا دیا کہ شام کو ملوں گا، تب

بات چیت ہوگی،

شام کو وہ آئے تو بجذامیں پھٹ پڑی جو منہ میں آیا وہ سنا ڈالا مگر وہ بیٹھے داڑھی کریدا کئے، جواب دیا تو نہایت مختصر یعنی یہ کہا "تمہیں نے تو کہا"

بگڑ کر میں نے کہا "تو میں نے یہ کہا تھا کہ میرے نام سے خرید لینا"

"تو پھر میں نے تو یہی بہتر سمجھا"

"آخر کیوں بہتر سمجھا" میں نے بُرا مانتے ہوئے کہا۔ مسٹر محسن اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ تمام تعلقات منقطع کرلے پر تیار ہیں"

"یا الہی۔ انھوں نے بھی تیز ہوکر کہا۔ آخر مصیبت کیا ہے کیا تمہیں اندیشہ ہے کہ تم میرا روپیہ مار لوگی؟ کیا تمہارا ارادہ ہے کہ کسی آئندہ وقت میں کہہ دوگی کہ یہ مکان محسن کا نہیں میرا ہے؟ ہرگز نہیں، تو پھر کیا مصیبت ہے، تمہیں مکان پسند تھا لہذا موجود ہے جب جی چاہے روپیہ ادا کردینا، کاغذات میں تمہارے حوالہ کردونگا، ادھر لاؤ کاغذ، ورنہ یہ لو کاغذ اور قلم اور لکھو جو میں لکھواؤں"

میں نے کاغذ قلم لیا اور پوچھا کیا لکھوں؟ وہ بولے لکھو یہ مکان جو میرے نام رجسٹری ہوا ہے، جو فلاں فلاں شخص سے بقیمت سات ہزار خریدا گیا ہے، یہ مکان دراصل میں نے نہیں خریدا بلکہ مسٹر محسن نے خریدا ہی اور اپنے روپے سے خریدا ہے، اور مکان انہیں کا ہے، میرا نام رجسٹری میں محض اس وجہ سے ڈالدیا گیا ہے کہ مکان مجھے پسند ہے اور اگر کبھی میرے پاس روپیہ ہوا تو میں اسی قیمت پر مسٹر محسن سے خرید لوں گی"

یہ عبارت لکھ کر انھوں نے کہا "دستخط کرو" پھر خود بھی تصدیق کردی اور کاغذ طے کرکے جیب میں رکھ لیا اور مجھ سے کہنے لگے کہ "بس اب تو ٹھیک ہے"

میں نے کہا۔ "ہاں یہ ٹھیک ہے" اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر پھر بھی . . . . . ."

بات کاٹ کر وہ بولے "اب پھر بھی وغیرہ کو جانے دو۔ معاملہ صاف ہو گیا۔ کاغذ خواہ اپنے پاس رکھو یا مجھے دیدو بلکہ اپنے پاس ہی رہنے دو میرے پاس تمہاری یہ تحریر آگئی"

میں راضی ہوگئی اور دہ سمجھانے لگے کہ تم یوروپین ہو اور تعلیمیافتہ ہوکر اس قسم کی باتیں کرتی ہو، جب تمہارا ارادہ تھا اور مکان موقع سے مل رہا تھا تو میرے نام سے خریداری کرانا فضول، مکان میرا ہے اور کرایہ تم مجھے ماہ بماہ دیتی رہنا، پھر کہنے لگے کہ مکان چونکہ میرا ہے لہذا میں کیوں نہ اس میں ترمیم بلکہ تمہاری سہولیت کے موافق کرادوں، میں نے کہا یہ تو بہت بہتر ہے، مکان والا مرمت نہیں کراتا تھا، بڑا پریشان کرتا تھا، فرش جگہ جگہ سے خراب ہے،

چنانچہ دوسرے ہی روز مکان کی مرمت اور ترمیم کا سلسلہ جاری ہوگیا اب انھوں نے کیا کیا کہ اپنے مکان کی آرائش کا سامان خریدنا شروع کیا، خوبصورت اور قیمتی شیشے لگائے گئے، غسلخانہ اور دوسرے مقامات پر چینی کے فرش کا انتظام کرایا، بڑے بڑے چینی کے حوض غسلخانہ میں آبگیرے کے فٹ کئے جانے لگے، میں کیسے بولتی، پرائے مکان کے معاملہ میں، پھر بڑی بڑی قیمتی تصویریں لگائی گئیں اور دس روپے کرایہ زائد کرنے پر یہ طے ہوا کہ سامان فرش فروش میں اپنا سب نیلام

کرادوں، مع پرانے فرنیچر کے، اور اسٹول سے لیکر مسہری تک کا مدار کی ہوجائے سودا اچھا تھا میں نے منظور کر لیا کہ اس طرح سامان نیلام کر دینے سے یکمشت رقم بھی کچھ مسٹر محسن کے قرضہ کی طرف پہونچ جائیگی، سارے مکان کے لئے بالکل نیا اور بہترین فرنیچر منگا کر لگا یا گیا ہر قسم کی میزیں، الماریاں آئینے وغیرہ سب آگئے، جب سب درست ہوگیا تو ایک روز مسٹر محسن آئے اور بولے کہ دس روپے کرایہ اور بڑھنا چاہیئے میں نے کہا کہ یہ میری حیثیت سے باہر ہوجائیگا۔ آپ سے کس نے کہا تھا کہ یہ سب ترمیمیں کیجئے۔ چنانچہ مسٹر محسن بھی مذاق کر رہے تھے لیکن مکان میرا دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا،

اب یہاں میں یہ بھی ذکر کر دینا چاہتی ہوں کہ عوام نامعلوم میرے اور محسن کے بارے میں کیا کیا خرافات بکتے تھے، مگر میں نے کبھی اس طرف توجہ تک نہ کی نہ ضرورت تھی کیونکہ اس قسم کے خرافات کیطرف توجہ کرنا بالکل فضول تھا،

(۶)

ایک روز کا ذکر ہے کہ میں ایک مریضہ کو دیکھنے چکروالی سڑک

کی طرف گئی، انھوں نے بلایا تھا، انہیں کا موٹر تھا، موٹر تیزی سے جا رہا تھا، راستہ میں وہ زمین پڑتی تھی جو میں نے جانسن ہسپتال کے لئے سوچ رکھی تھی، قدرتی امر ہے کہ اس زمین پر ضرور نظر پڑ جائے شام کے کوئی چار بجے کا وقت تھا، میرا آنا اُس طرف ایک مدت سے نہیں ہوا تھا، میں سناٹے میں آگئی کیا دیکھتی ہوں کہ سینکڑوں مزدور لگے ہیں اور ایک عالی شان عمارت نہیں بلکہ عمارتوں کا سلسلہ کا سلسلہ موجود ہے بلکہ قریب الختم ہے، مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ جیسے کسی نے سچ مچ میری اپنی زمین چھین لی اور میرے ساتھ جو آدمی تھا اُس سے پوچھا کہ یہ مکانات کون بنوا رہا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ شاید سرکاری ہسپتال بن رہا ہے، میں عمارتوں کو اچھی طرح دیکھ بھی نہ سکی،

مکان پر آئی تو مجھے اتنا صدمہ تھا کہ مضمحل ہوگئی، ٹھنڈی سانس میں نے بھری کہ افسوس کہ یہ سب روپے کے کھیل ہیں، میں نے اپنی جگہ منتخب کی تھی کہ ہسپتال کے لئے بہترین جگہ تھی، مگر یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ہسپتال کیسے بن رہا ہے، سننے میں بھی نہیں آیا،

میں اسی فکر میں مستغرق بیٹھی تھی کہ مسٹر محسن آگئے ہیں مالش کیا
اُٹھی تو میرے رنجیدہ چہرے کو دیکھ کر وجہ پوچھی، میں نے اول تو چاہا کہ ٹال دوں
مگر پھر میں نے بتا دیا، وہ کہنے لگے کہ تم بھی عجیب آدمی ہو، ترکیب میں بتاتا
ہوں، کرو نہ کرو تمہیں اختیار ہے، میں نے کہا وہ کیا تو بولے کہ مجھ سے قرض
لے کر سب عمارتیں وغیرہ خرید لو، فیس میں منہا کرتی رہنا"

مجھے ایکدم سے ہنسی آئی اور میں نے کہا "بہت بہتر ہے آپ گورنمنٹ
کو لکھ کر مجھے دلا دیجئے، میں فیس میں آپ کا قرضہ ادا کر دونگی"

وہ بولے تو کیا واقعی دلا دوں؟"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیا! لکھو بس آج ہی جا کر"

پھر اگر تم راضی نہ ہوئیں تب؟"

میں نے کہا مجھ سے تحریر لے لو......"

تحریر اور قسم دونوں...... لکھو ایک تحریر اور قسم کھاؤ تو میں
کل ہی تمہیں دلا دوں" ہنس کر بولے تو قلم دوات"

میں نے اس دلچسپ مذاق کو نبھایا اور وہ بولتے گئے اور میں لکھتی

گئی. میں نے بائبل کی قسم اور اپنی عزت و حرمت کی قسم کھا کر لکھا کہ مسٹر محسن یہ ہسپتال اگر قرض دلا دیں تو میں بخوشی لیلونگی اور قرضہ فیس میں منہا ہوتا رہے گا۔"

یہ لکھ کر میں نے مسٹر محسن کو دیا اور ان کی داڑھی اور بشاش صورت دیکھ کر جو مجھے ہنسی آئی ہے تو میں بیدم ہو گئی "معاف کرنا مسٹر محسن" میں نے کہا. مجھے آج آپ کے اس "قرض اور فیس" اور قرض اور فیس سے ادائیگی کے لطیفے پر اتنی ہنسی آرہی ہے کہ بیان نہیں کرسکتی، بہتر ہے آپ مجھے کوئی پورا کا پورا ملک دلا دیں قرض اور اس کی قیمت فس میں کٹتی رہے گی، اب میں نے بھی سوچ لیا ہے کہ انکار نہ کرونگی۔"

"انکار کیسے کرسکتی ہو" وہ بولے "میرے پاس تحریر ہے۔"

میں جلدی سے مالش کی بگاڑنا لینے لگی اور میں نے کہا کہ چلو آج ٹہلنے اسی طرف ہو آئیں، دیکھیں کہ کیسا ہسپتال بن رہا ہے، محسن صاحب نے پہلے تو ٹالا مگر جب میں نے اصرار کیا تو راضی ہو گئے،

(۷)

ہم دونوں وہاں پہونچے، ایک ہی نظر میں مجھے کچھ شبہ سا ہوا ہیں! دونوں بنگلے، اب میں جس عمارت اور جس کمرہ کو دیکھتی ہوں بالکل میرا نقشہ تھا! میں نے کہا مسٹر محسن یہ کیا معاملہ ہے، مغرب کا وقت تھا اور کوئی نہ تھا، سب راج مزدور جا چکے تھے، ہسپتال کے کمرے جو دیکھے تو میں ہکا بکا کھڑی کی کھڑی رہ گئی،

مسٹر محسن نے کہا "کیوں؟" اس قدر گھبرا کیوں رہی ہو؟" میں نے کہا "یہ کیا معاملہ ہے کہ آپریشن تھیٹر، گیلریاں، ڈسپنسنگ روم وغیرہ وغیرہ سب میرے نقشہ کے مطابق ہیں"

وہ بولے تو آخر تعجب کونسا ہے، کوئی اپنا نقشہ کمپنی سے آپ نے رجسٹرڈ تو کرا نہیں لیا تھا، ہسپتالوں کے نقشے ایک سے ہوتے ہیں جس فرم سے آپ نے اپنا نقشہ منگایا ہوگا اسی فرم سے اس ہسپتال کا نقشہ بھی آیا ہوگا۔ یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے"

میں نے کہا "مگر میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے۔ میں تو صدمے سے نڈھال ہوئی جا رہی ہوں کہ ہائے میری تمناؤں کا یوں خون ہو رہا ہے میری ..."

بات کاٹ کر مسٹر محسن بولے، عجیب شخص ہو تم، آخر خرید تو رہی ہونا۔ تم قرض۔ تم کو تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ ہو بہو نقشہ مل گیا اور اس سے زیادہ کیا چاہتی ہو۔

میں نے غور سے مسٹر محسن کی طرف دیکھا، سنجیدگی کے ساتھ مذاق کرنا شاید اس داڑھی دار شخص کا حصہ تھا، میں نے تیز ہو کر کہا، بھلے مانس میرا خواب خیال ہو کر رہ گیا اور تمہیں اپنی سوجھی ہے بڑے دھنا سیٹھ بنتے ہو لاؤ دلاؤ قرض اس ہسپتال کو، میں تو صدمہ میں اپنے مری جا رہی ہوں"

تیز ہو کر وہ بولے" تو لے بھی لو تم۔ بس لے لو۔ اپنا سمجھو قرض رہا کل میں تمہیں دلا دونگا"

فضول وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ" میں نے کہا مجھے صدمہ ہو رہا ہے اور میں اب اس جگہ ایک منٹ نہیں ٹھیر سکتی"

یہ کہہ کر میں چلی اور مسٹر محسن میرے ساتھ ہنستے ہوئے آئے۔ انھوں نے بہت روکا کہ اچھی طرح دیکھ تو لو۔ مگر میں نے سڑک پر آ کر دم لیا۔

ہم دونوں ساتھ ساتھ آئے۔ مکان آ کر میں نے چائے تیار کرائی

مسٹر محسن تھوڑی دیر باتیں کرکے چلے گئے، لیکن مجھے رات بھر اس کا صدمہ رہا۔
دوسرے دن مسٹر محسن آئے اور مجھ سے کہا کہ گھبراؤ مت ہسپتال جلد نہیں قرض مل جائے گا۔ میں نے کہا اب یہ مذاق ختم کرو۔ چنانچہ یہ مذاق ختم ہوا اور میں نے اس ہسپتال کا ذکر تو بڑی بات ہے خیال تک چھوڑ دیا، کسی سے دریافت تک نہ کیا، بات آئی گئی ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد اس کا خیال بھی جاتا رہا۔

اس بات کو کافی عرصہ گذر چکا تھا، مگر مسٹر محسن ہنوز زیر علاج تھے ان کا روز کا ایک ہی معمول تھا۔ ایک روز شام کو ایک موٹر آکر رکا اور اس میں سے وہ اترے، مجھ سے خوش ہوکر بولے "دیکھو موٹر لیا ہے" میں موٹر دیکھنے آئی۔ بالکل نیا موٹر تھا، کس قدر خوبصورت تھا، کہنے لگے ساڑھے تین ہزار میں آج ہی لیا ہے۔ میں نے اس کی بہت ہی تعریف کی تو مسکرا کر بولے کہ "لے لو اسے تم .... قرض ...... فیس میں چکا دینا اسے بھی"

میں نے بھی ہنس کر کہا۔ "ضرور" پھر میں نے کہا، کہ جب تک اس پر سیر نہ کی جائے کیا پتہ چلے" وہ بولے۔ اسی وجہ سے تو میں لایا ہوں آؤ چلو نا گھوم آئیں" میں نے کہا: "بہت ٹھیک" جلدی سے گئی اور دم بھر میں آگئی۔ ہم دونوں موٹر میں آکر بیٹھ گئے اور ڈرائیور نے بغیر پوچھے کہ کہاں جانا ہے موٹر کو زور سے چھوڑ دیا،

موٹر پوری رفتار سے چکر والی سڑک پر جارہا تھا ہسپتال پر آیا میں نے اپنے خواب کو مکمل صورت میں دیکھا۔ مسٹر محسن نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور وہ ہسپتال میں داخل ہو گیا، مسٹر محسن نے کہا "ایک دفعہ تو اس کو اور دیکھ لو" میں اتری اور میں نے جب اس کو غور سے دیکھا کمرے کمرے کا معائنہ کیا۔ صفائی ہو کر قلعی ہو چکی تھی، اور ہسپتال بالکل تیار تھا۔ میں نے محسن صاحب سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے، اب تک اس ہسپتال کا کہیں ذکر تک سننے میں نہیں آیا" محسن صاحب نے کچھ اور ہی بات کہی وہ یہ کہ انھوں نے گفت و شنید کر کے سب معاملہ طے کر لیا ہے، اتنے میں ایک چوکیدار برابر سے آیا اور اس نے

جھک کر مودبانہ سلام کیا میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس کے نوکر ہو؟"

اس کے جواب میں چوکیدار نے کہا۔ حضور آپ کا ہی ملازم ہوں"

اس چوکیدار کے تمیز کو پسند کرتے ہوئے میں نے کہا" مگر تم کس کے نوکر ہو۔ یہ ہسپتال کس کا ہے؟"

چوکیدار نے اسی مودبانہ لہجہ میں کہا۔ حضور میں آپ کا ہی نمکخوار ہوں اور یہ سب آپ کا ہی ہے؟"

"بدتمیز" میں نے ایک دم سے بگڑ کر کہا" گستاخ تم مذاق کرتے ہو ہم پوچھتے ہیں تم کس کے نوکر ہو؟"

گھبرا کر چوکیدار نے ہاتھ جوڑ کر مسٹر محسن کی طرف اشارہ کرکے کہا حضور مالک آپ کے ساتھ ہی ہیں، ہسپتال بھی انہیں کا اور میں بھی انہیں کا اور میں تو حضور آپ سب کا نمکخوار ٹھہرا"

میں نے مسٹر محسن کی طرف دیکھا اور انھوں نے سامنے والے درخت کی طرف، ایک دم جیسے واقعات بجلی بن کر میرے سامنے کوند گئے

میں سناٹے میں آگئی، اس قدر میں گھبرائی کہ بیان سے باہر، کس مشکل سے میں نے اپنے شبہ کی تصدیق محسن سے کی۔

نظریں نیچی کرکے میں نے مسٹر محسن سے کہا۔ آپ نے مجھ سے دو دن کے لیئے نقشہ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ یہ آپ نے بنوایا ہے؟"

آپ قرض لے لیجیئے گا" مسٹر محسن نے اپنی داڑھی کریدتے ہوئے کہا فیس میں ادا ہوتا رہے گا"

"مسٹر محسن" میں نے تیز ہوکر کہا۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ نے مجھے ذلیل کرنے کا ارادہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے آخر یہ کیوں بنوایا؟ کتنا روپیہ اس میں لگا ہے؟"

"بیالیس ہزار" مسٹر محسن بولے۔

"بیالیس ہزار"! میں نے چوٹ کھاکر کہا "پھر اب"۔۔۔۔۔ ۔۔ میں تو ہرگز اس کو نہ لوں گی۔

میں خود ڈاکٹری پڑھنے جانے والا ہوں" مسٹر محسن نے کہا

اور پھر آپ سے لیجئے نا اس کو قرض . . . . آپ تو وعدہ کر چکی ہیں . . . . وہ قسمیہ تحریر . . . . ،،

میں یہ سنکر بے قابو ہو گئی، سیدھی دراز موٹر پر پہونچی مسٹر محسن بھی آکر بیٹھ گئے، میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا اور رومال مٹھی میں لے کر اس پر ہاتھ لگا کر یکسوئی سے دوسری طرف دیکھنے لگی موٹر روانہ ہو گئی،

قرض لے لیجئے اور آپ سب فلس ہیں ادا کرتی رہئے گا مسٹر محسن نے کہا، مگر میں خاموش رہی، بالکل خاموش، مکان کے سامنے موٹر رکا اور میں بغیر اس کا انتظار کئے کہ مسٹر محسن اتر کر موٹر کی کھڑکی کھولیں تیزی سے خود اتر کر ڈرائنگ روم میں سیدھی چلی گئی، خدا کی پناہ! مجھے کس قدر زبردست صدمہ پہونچا تھا، میں صوفہ پر کونہ میں منہ دے کر بیٹھ گئی میں نے بہت ضبط کیا تھا مگر بیکار تھا، رومال سے منہ چھپا کر میں صدمہ سے نڈھال ہو گئی،

میں نے کچھ آہٹ سنی، دیکھا مسٹر محسن داخل ہوئے، سامنے

آکر بیٹھ گئے، مجھے وہ غور سے دیکھتے رہے، میں نے ہمت کر کے اور کچھ غصہ سے مسٹر محسن کی طرف دیکھ کر کہا: "آپ نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی، آپ نے ہسپتال کیوں بنوایا؟"

وہ بولے: "میری دانست میں ہر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی زمین پر جی چاہے اُس کا ہسپتال بنوائے اور جی چاہے پاگل خانہ بنوائے لیکن میں نے اس خیال سے بنوایا کہ آپ کو قرض دیدونگا اب تک قرض آپ کو دیتا چلا آیا ہوں کہ مجھ سے آپکے دشمنی پیدا ہو جائے۔ "قرض مقراض محبت است" چنانچہ یہی توقع لگی ہوئی ہے کہ یہ قینچی جلدی چلے۔ اب میں جاتا ہوں۔ کل کاغذات یعنی دستاویز بھیجدونگا اور آپ بیالیس ہزار روپے کی رسید لکھ دیجئے کہ میں نے محسن سے روپیہ قرض لیا ہے اور فیس میں ادا کر دوں گی۔ اب میں جاتا ہوں ...... مگر ہاں کبھی آپ نے یہ بھی غور کیا کہ وہ بڈھا جوٹا نکل گیا بے ایمان۔

"کون بڈھا؟" میں نے پوچھا۔

EPU
168.3 NCA 215
N35

E1863

"وہی" انھوں نے اس خوبصورت چوکھٹے کی طرف اشارہ کیا جس پر لکھا تھا کہ "قرض مقراض محبت است" پھر بولے۔ اس نے ٹھنک لیا۔ ہم دونوں کو...... اچھا میں جاتا ہوں ...... خدا حافظ۔"

دوسرے روز کا ذکر ہے کہ ہم دونوں نے مل کر اس چوکھٹے کو توڑ ڈالا اور چند در چند ایسے وجوہات پیش آئے کہ اس بڈھے کو آرڈر دے کر ایک نیا چوکھٹا بنوانا پڑا۔

مسٹر محسن سے کوئی وجہ پوچھتا ہے تو وہ میری طرف انگلی اٹھا کر کہتے ہیں "ان سے پوچھو" وہ تو یہ چوکھٹا بھی وہی ہے صرف مقراض کے بجائے اس میں "بنیاد" لکھا ہے، فقط۔

عظیم بیگ چغتائی

ختم شد

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں